ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 2, (April to June 2023)

ماخذ تحقیقی مجلہ

ڈاکٹر حاکم علی برڑو

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ پاکستانی زبانیں، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

صائمہ سعید

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ پاکستانی زبانیں، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

ڈاکٹر واصف لطیف

اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور

شاہ عبدالطیف بھٹائی کی شاعری میں انسان دوستی کا تصور

Dr. Hakim Ali Buriro
Assistant Professor, Deptt: of Pakistani Languages, AIOU, Islamabad.
Miss. Saima Saeed
PhD Scholar, Deptt: of Pakistani Languages, AIOU, Islamabad.
Dr. Wasif Latif
Assistant Professor, Gvot: College University, Lahore.

Concept of Humanism in Shah Abdul Latif's Bhattai Poetry

This research aims to study the Sindhi mystical poet Shah Abdul Latif bhattai poetry through the lenses of humanism. He composed his poetry for every single common man to inculcate the message of love,unity, brother hood and solidarity through using Sindhi language .His poetry provoke the positive traits toward human being and tried to eradicate hater, prejudices and socially constructed stigma in society.He spread the message of humanism irrespectively by colour,cast and creed.Being a Sufi saint he tried to denounced the extravagance, injustice and exploitation at all levels, and preached simplicity and peace. His mystic poetry and spiritual approach carries a message of affection and universality of the human race.

Key Words: *Humanism, Pece, Love, Unity, Discourse.*

انسان دوستی ایک ہمہ گیر اور اہم موضوع ہے ادب میں ایہ ایک نئی اصطلاح ہے۔ جس کا مطلب انسانوں سے پیار یا انسانوں سے محبت ہے۔ انگریزی میں اس کا مترادف Humanism ہے۔ انسان دوستی کے لیے انسان نوازی، انسان پرستی، انسان پسندی الفاظ بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔

انسان دوستی کی اصطلاح ابتدا میں خواہ کسی بھی مفہوم میں استعمال ہوئی ہو مگر موجودہ دور میں اس کا اطلاق یا اس سے مراد بنی نوع انسان کی خدمت اور بھلائی ہے۔ انسان دوستی کی اصطلاح کے اطلاق کے حوالے سے اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ مغرب میں انسان دوستی ایک ایسی تحریک کو کہا جاتا ہے جس میں ہر چیز کا تجزیہ انسانی سطح پر کیا جاتا ہے۔ اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کی ان ضروریات کی تسکین کی جائے جو انسانی فطرت کے مادی پہلو میں پوشیدہ ہیں۔ مطلب یہ کہ مغرب میں انسان دوستی، انسان کی مادی آسائشوں کو پورا کرنے کا نام ہے جبکہ مشرقی تہذیب میں انسان دوستی کا تصور مذہب سے وابستہ ہے۔

جہاں تک انسان دوستی کا مذہب کے ساتھ تعلق ہے تو دنیا کا ہر مذہب انسان دوستی کو پسند کرتا ہے اور شدت پسندی، قتل و غارت اور تباہی و بربادی سے نفرت کا سبق دیتا ہے۔ اسلام امن کا مذہب ہے۔ جو مسلمانوں کو بھائی چارہ، مساوات، صبر اور محبت کا درس دیتا ہے۔ اسلام میں دنیا کے دیگر مذاہب کے مقابلے میں انسانی حقوق اور قوانین کے تصورات نمایاں طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ قرآن کریم کا بنیادی موضوع انسان ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۷۰ میں فرماتے ہیں:

ترجمہ: "یہ تو ہماری عنایت ہے کہ ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی" [۱]

اسلام فقط اللہ تعالیٰ اور انسان کے درمیان تعلق کا نام نہیں بلکہ ایک شخص کا دوسرے شخص سے تعلق کا نام بھی ہے۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی "سورۃ النساء" کی آیت نمبر ۳۶ میں فرماتے ہیں:

ترجمہ: "اور تم سب اللہ کی بندگی کرو، اسی کے ساتھ کس کو شریک نہ بناؤ، ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو، قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ اور پڑوسی رشتہ دار سے، اجنبی ہمسایہ سے، پہلو کے ساتھی اور مسافر سے، اور ان لونڈی غلاموں سے جو تمہارے قبضہ میں ہوں، احسان کا معاملہ رکھو۔" [۲]

ایک اور جگہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۹۵ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

ترجمہ: "احسان کا طریقہ اختیار کرو کہ اللہ محسنوں کو پسند کرتا ہے۔" [۳]

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 2, (April to June 2023)
ماخذ تحقیقی مجلہ

اسلام میں حقوق اللہ سے زیادہ حقوق العباد پر زور دیا گیا ہے۔ اسلامی فکر کا دوسرا بڑا ماخذ حضور پاک ﷺ کی زندگی ہے۔ آپؐ کی سیرت پاک پوری انسانیت کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو خطبہ دیا۔ جس میں آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ، "کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں سوائے تقویٰ کے۔" اس میں انسان دوستی کا اعلیٰ درس اور پیغام موجود ہے۔

انسان دوستی کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس میں دشمنوں، غیروں اور اجنبیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور حسن سلوک کو بڑی قدر و منزلت حاصل ہے۔ اس لیے اس کے ذریعے انسانوں کے درمیان پیار اور محبت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ انسان دوستی کا یہی جذبہ سندھی شعرا کی شاعری میں نمایاں رجحان کی صورت میں موجود ہے۔ سندھ کے شعرا انسان دوستی کی مالا میں پروئے ہوئے ایسے موتیوں کی صورت دکھائی دیتے ہیں جنھوں نے بلا تفریق رنگ و مذہب اس کا پرچار کیا ہے۔ بقول ڈاکٹر تنویر عباسی:

> "ہمارے یہاں سندھ میں انسان دوستی اپنی الگ اور عجیب رنگ و ڈھنگ میں موجود رہی ہے۔ کیونکہ سندھ کا فکر انسان دوستی کے اس عظیم منشور پر قائم ہے جس میں انسان سے بغیر کسی فرق کے پیار کرنا، امن بحال کرنا اور اپنائیت کا درس دیتا ہے۔ سندھ کی تمام تر شاعری کا سب سے اہم اور بنیادی حوالہ انسان دوستی ہے جو تمام شعرا کے یہاں یکساں طور پر نمایاں ہے۔"(۴)

انسان دوستی کے حوالے سے اگر قدیم سندھی شاعری کا جائزہ لیا جائے تو وہ ایک بھرپور اور ایک توانا روایت کے طور پر امن و آشتی، انسان دوستی اور روشن خیال تصورات اور جذبات کا مظہر ہے اور جدید سندھی شاعری بھی انسان دوستی کی ایسی روایت پر کاربند نظر آتی ہے کیونکہ اس کی جڑیں اپنے ماضی کی شاندار روایت میں پیوست اور پنہاں ہیں۔ بقول ذوالفقار ہالیپوتہ:

> "سندھ ایک سیکیولر اور روشن خیال خطہ ہونے کی وجہ سے ہمعصر تاریخ کے ہر دور میں اپنے سیاسی رہنماؤں، دانشوروں، شعراء، مفکروں اور ادیبوں کے توسط سے ہر اس نظریے، سیاسی ادب اور فکشن کو اپنے دل میں جگہ دیتا آیا ہے جس میں کائنات اور بنی نوع انسان کو خوبصورت، حسین اور خوب سے خوب تر بنانے کا شعور نمایاں ہے۔ جس میں لوگوں کی بھلائی اور بہتری کے لیے سیاسی اور سماجی تبدیلی کا تصور موجود ہے۔ زمین اور قومی شناخت

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 2, (April to June 2023)
ماخذ تحقیقی مجلہ

سے جڑ کر پوری دنیا کی بھلائی کے لیے کام کرنے کا عزم سندھی زبان میں کسی ضمیمے سے کم کی حیثیت نہیں رکھتا۔"(۵)

یہی سبب ہے کہ سندھی زبان کے کلاسیکی صوفی شعرا کے ہاں انسان دوستی کے موضوع کا برملا اظہار ملتا ہے۔ جیسے سندھی زبان کے پہلے صوفی شاعر قاضی قادن فرماتے ہیں:

جيئن قڦڙ ۾ ماھ، ايئن روزا عيد نماز
اجا آھي ڪاءِ بي، الله دي ھاج

ترجمہ: "روزے خوب نمازیں اچھی ،لیکن ہے وہ بات الگ،
جس سے خدا مل جائے پل میں، صدیوں کی ہے بات الگ، " (۶)

مذکورہ شعر میں قاضی قادن فرماتے ہیں کہ روزے، نمازیں اور عبادات اچھی ہیں مگر اللہ سے قربت حاصل کرنے کا کوئی اور ذریعہ ہے اور وہ ہے اللہ کی مخلوق سے پیار کرنا اور خلقِ خدا کی خدمت کرنا۔

سندھی شاعری میں شاہ عبداللطیف بھٹائی کو اعلیٰ مقام حاصل ہے ان کی شاعری میں انسان دوستی بھی ایک اہم موضوع کے طور پر موجود ہے۔ آپ نے فرمایا ہے۔

روزا نمازون اي پڻ چڱو ڪم
اھو بيو فھم جن سان پسجي پرين کي

بقول ڈاکٹر تنویر عباسی:

"شاہ عبداللطیف بھٹائی جیسا کہ قدیم سندھی شاعری کا معراج ہے۔ اس لیے ان کی شاعری میں انسان دوستی کا حوالہ بھی ایک انتہائی اہم حوالے کے طور پر نمایاں ہے۔ ان کی شاعری میں انسان دوستی کے تمام پہلو موجود ہیں وہ جب "دوست مٹھا دلدار عالم سبھ آباد کریں" جیسی آفاقی دعا مانگتے ہیں تو ان کے آگے پوری کائنات کے انسان ایک ہی طرح سے کھڑے سامنے نظر آتے ہیں۔ حقیقی معنی میں یہی انسان دوستی کی معراج ہے۔" (۷)

آج کی دنیا اور آج کے سماج کا سب سے بڑا مسئلہ امن آشتی اور انسان دوستی ہے۔ محروم، مظلوم اور دکھی انسانیت، غلامی عدل اور عالمی ضمیر کی جانب بیوس نگاہیں اُٹھائے دیکھ رہی ہے۔ آج کا انسان اپنی زندگی اور ترقی کے سفر میں خوفناک اور خطرناک حالات اور تضادات میں جتنا گھرا ہوا ہے۔ اتنا کبھی بھی نہیں رہا تھا۔ کثیر الاجھتی فرقہ واریت، بنیاد پرستی، اسلحہ کی فروانی نمائش اور استعمال دہشت گردی، تشدد انسان ذات کا قتل عام، قوموں اور ملکوں

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 2, (April to June 2023)

پر اقتصادی دباؤ اور دوسری برائیاں کرہ ارض کے امن و آشتی کو تباہ و برباد کر رہی ہیں امن و آشتی اس وسیع و عریض کائنات کے ہر فرد کی بنیادی ضرورت ہوتی ہے۔

لطیف کی شاعری میں دین اور دنیا دونوں جہانوں کی زندگی کی بہتری اور اچھائی کے لیے مواد موجود ہے، ہر شاعر انسانیت اور انسانیت کے اعلیٰ اصولوں کے علمبردار فلسفے کا دارومدار ان بنیادی سوالوں پر ہوتا ہے کہ بنی نوع انسان کو اجتماعی اور انفرادی طور پر کسی طرح اپنے قرض کی بجا آواری کرنی ہے۔

شاہ صاحب کے پیغام کو واضح طور پر پیش کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے ان کے دور کی علمی ادبی، ملکی معاشی، سیاسی، سماجی اور فنی و فکری صورتحال کا جائزہ لیا جائے تاکہ اس کے ماحول کا اندازہ لگایا جا سکے۔ شاہ صاحب کی زندگی کا زمانہ (۱۷۵۲ء-۱۶۸۹ء) یعنی سترہویں صدی کے آخری ایام سے اٹھارویں صدی کے درمیان تک کا زمانہ نہ صرف سندھ اور ہند بلکہ پورے عالم کے لیے ایک ہنگامے اور انقلاب کا دور تھا۔ نادر شاہ کے حملے سے لے کر احمد شاہ ابدالی، مدد خان، شاہ عنایت شہید کی شہادت جیسے واقعات کا پورا منظر نامہ شاہ لطیف کے سامنے رہا جس میں خون کی ہولی کھیلی گئی۔ شاہ صاحب کی شاعری پر ان حالات اور واقعات کا بہت گہرا اثر ہوا۔

بقول ڈاکٹر گر بخشانی:

> "شاہ صاحب کا پیغام اگر صحیح معنوں میں موثر طریقے سے دنیا تک پہنچایا جائے تو دنیا کے ممالک امن و امان کے مثالی مراکز بن جائیں اور غلامی کے اور لڑائیوں کے خوفناک بادل ہمیشہ کے لیے دنیا سے دور ہو جائیں"۔[۸]

شاہ لطیف کے دور میں فارسی زبان کا زور تھا فارسی کے لیے کہتے تھے "فارسی گھوڑھی چاڑ سین" لطیف سرکار نے اس کے متضاد راستہ لیا جو کہ عام انسانوں کا راستہ اور عام لوگوں کا راستہ تھا۔

شاہ لطیف نے عام لوگوں کی زبان بن کر ان کی ترجمانی کی ذات پات کی تفریق ہند اور سندھ میں قدیم دور سے پائی جاتی ہے۔ آریہ لوگ اپنے ساتھ اونچ نیچ کے یہ رواج لائے تھے۔ برہمن اور شودر کے طبقات اس مذہب کی پیداوار ہیں۔ بدھ دھرم یا دیگر مذاہب کچھ حد تک ان رواجوں کو ختم کرنے میں کامیاب ہوئے مگر پھر اس نے زور پکڑ لیا۔ اس کے بعد اسلام آیا جس میں یہ رواج نہیں تھا۔ لیکن بعد میں مقامی روایتوں کے زیر اثر سید اور امتی کی تفریق پیدا ہو گئی امتیوں میں بھی اونچ نیچ ذات پات کے تصور پیدا ہوئے۔ ہنر مند اور محنت کش، موچی، دھوبی، کمہار، لوہار، کسان اور دیگر ہاتھ کا کام کرنے والے ہنر مندوں کو کم ذات سمجھا جاتا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 2, (April to June 2023)

شاہ لطیف نے ایسے فرسودہ جاگیر داری سماج میں بالائی طبقے کے ایک اونچے خاندان میں پیدا ہوئے انہوں نے اپنے وقت میں رائج فرسودہ رسموں کو قبول نہیں کیا۔ ذات پات اونچ نیچ کے خود ساختہ رواج ان کو پسند نہ آئے۔

ذات نه آهي ذات تي، جو وهي سو لهي
آريون اپوجهن جون سپڙ چام سهي
جو راءِ وٽ رات رهي، تنهن جکي تان نه ٿئي (پرياتي)

يا

"گنڌ جنين جي گوڏ ۾، پاپوڙا پوشاڪ
انهن جي اوطاق راجا ريجهي آئيو"

شاہ لطیف کے پاس ذات پات کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور ان کی نظر میں مزدور یعنی محنت کرنے والے عزت کے لائق ہیں۔

نئون نياپو آئيو راٽي ملا رات
لڌي سون لطيف چئي ڪنا ڏاتر ڏات
ڪهڙي پڇين ذات، جي آئيا سي اگهيا

اس بیت میں لطیف سرکار نے نہ فقط سندھ کو بلکہ پوری دنیا کو نیا پیغام دیا ہے۔ یہ پیغام ہے برابری کا، یہ پیغام ہے مساوات کا، یہ پیغام ہے انسانیت کے ایک ہونے کا، جو ذات پات، اونچ نیچ اور تمام فرق مٹا دیتا ہے۔ شاہ صاحب کی نظر میں اونچی ذات کی شہزادیوں، رانیوں سے زیادہ اہمیت عام سماج کی عورت کو دعا ہے۔

سندھی سماج میں شاہ لطیف کے زمانے سے لے کر آج تک گانے والوں کو خراب نظر سے دیکھا گیا ہے۔ گانا بجانا خاندانی اور شریف گھرانوں کے لیے ممنوع ہے۔ گانے بجانے والوں کو شاہ لطیف کے زمانے سے لے کر آج تک منگنہار مانگنے والا منگتا کہا جاتا ہے گویا جو کچھ فنکاروں کو ان کے فن کے عوض ملتا ہے وہ ان کے فن یا ان کی محنت کی اجرت نہیں بلکہ خیرات یا بھیک ہے۔ اس وجہ سے ان کو مانگنے والا یا منگتا کا نام دیا گیا ہے۔ لیکن شاہ لطیف ان کو حقیر اور فقیر نہیں مانتے بلکہ ان کو اونچا رتبہ دیتے ہیں اور انسانی برابری دیتے ہیں آپ فرماتے ہیں:

محلين آيو مڱڻو، ساز ڪٽي سرندو
سرجي صدا سُر ۾، گهور هٽي گهرندو
مٽي ري ملوڪ جي، چارڻ نه چرندو
جهونا ڳڙهه جهرندو، پوندي جان جهروڪ ۾
(سورٺ)

شاہ لطیف نے محفلوں کے انعقاد اور مل بیٹھنے سے روح کو راحت دینے کا سامان ہونا چاہیے، اجتماعی زندگی ایک دوسرے کے غم دور کرنے کے لیے ہے۔ انسان ایک دوسرے سے ہمدردی کرنے سے اور دکھ بانٹنے سے دکھ بھلائے جاسکتے ہیں۔

ويٺي جنين وٽ، ڏکندو ڏور ٿئي
تون تنين سين ڪٽ اوڏا اڏي پکڙا (يمن ڪلياڻ)

ترجمہ: جن کے پاس بیٹھ کر تمہارا دکھ دور ہوتا ہو، ان کے قریب ہی اپنا گھر بنالو۔

"ويٺي جنين وٽ ڏکندو ڏاڍو ٿئي
سا مجلس ئي مٽ جي حاصل هوءِ هزار جي" (يمن ڪلياڻ)

ترجمہ: جن کے پاس بیٹھ کر تمہارے دکھ میں اضافہ ہوتا ہو، ایسی مجلس سے کنارہ کشی اختیار کرلو۔ چاہے اس سے مالی فائدہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔

شاہ لطیف کی شاعری میں افراد کے درمیان محبت یکجہتی کے لیے محفلوں اور مجلسوں کے انعقاد کو دکھ درد دور کرنے کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ انسانوں میں اتحاد اور یکجہتی کے لیے شاہ لطیف نے پرندوں کے ایکے اور اتحاد کی مثال دیتے ہیں۔ آپ کے پاس اجتماعیت کا پیغام ملتا ہے۔ آپ کا یہ فرمان ملاحظہ کریں:

وڳر ڪيو وتن، پرت نه ڇنن پاڻ ۾
پسيو پکيئڙن ماڻهنئان ميٺ گهڻو (ڏهر)

ترجمہ: پرندے ٹولیاں بنا کر اڑتے ہیں، کبھی آپس کی محبت کو ختم نہیں کرتے۔ اے انسانو دیکھو پرندوں میں انسانوں سے زیادہ محبت پائی جاتی ہے۔

شاہ لطیف نے بین الاقوامی خوشحالی کی بات کی ہے سر سارنگ میں انہوں نے نہ صرف سندھ بلکہ تمام عالم کی خوشحالی اور ہریالی کے لیے دعا مانگی۔ ان کی دل میں ساری انسانیت کی بھلائی اور بہبود کی خواہش ہے۔

سائينم سدائين ڪرين مٿي سنڌ سڪار
دوست مٺا دلدار عالم سڀ آباد ڪرين (سارنگ)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 2, (April to June 2023)
ماخذ تحقیقی مجلہ

شاہ لطیف نے معاشرے اور ملک کے دشمن ذخیرہ اندوزوں اور قحط کے ذمہ دار افراد کے خلاف آواز بلند کی جس سے ان کی انسان دوستی اور وطن دوستی کا فلسفہ ظاہر ہے۔ یہ ایسا فلسفہ ہے جو تمام ملکوں اور معاشروں کے لیے یکساں اہم ہے۔

حڪم ٿيو بادل کي، ته سارنگ ساٽ ڪجن
وچون وسڻ آئيون، ته ٿه مينهن ٿمن
جن مهانگو لاءِ ميڙئو، سي ٿا هٿ هڻن
ڏڪاريا ڏيهه مان، شل موڏي سڀ مرن
وري وڏي وس جون، ڪيون ڳالهيون ڳنوارن
سيد چئي سپن آهي تنهنجو آسرو (سارنگ)

شاہ لطیف کی شاعری میں انسان دوستی کے حوالے سے بھرپور عکاسی نظر آتی ہے جس میں وہ لوگوں کو محبت واخوت کا درس دیتے ہیں۔ جیسے فرماتے ہیں۔

پائي ڪان ڪمان ۾ ميان مار مون
مون ۾ آهين تون، متان تنهنجو ئي توکي لڳي

ترجمہ: اے انسان جو مجھے تیر مار رہے ہو ایسا نہ ہو یہ تیر تجھے ہی خود کو لگ جائے۔

شاہ صاحب انسان کو اندر سے جگاتے ہیں اور ان کو احساس دلاتے ہیں کہ تیرا غرور تکبر کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

جر ۾ ڦوٽو جئين لهرن لڳي ڀه اڌ ٿئي
تون پڻ آهين تئين دنيا ۾ ڪو ڏينهڙو

ترجمہ: جس طرح پانی کا بلبلہ ہوا لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے، تم بھی اس دنیا میں اسی طرح سے چند دنوں کے لئے ہو۔ اس طرح سے چند دنوں کے لیے اس بیت میں لطیف سرکار نے انسان کو سمجھایا کہ دنیا میں محبت اور انسانیت کے ساتھ رہیں سب کچھ ختم ہو جانا ہے۔ یہ زندگی ہمیشہ قائم رہنے والی نہیں ہے۔

انسان کو پہنچانے کے لیے انسانیت والی آنکھ چاہیے اسی آنکھ سے انسان کو دیکھیں تو پوری دنیا صاف اور شفاف نظر آجائے گی۔

سرمون سپيدي جو جڏهن پاتو جن
تڏهن ڏني تن، اجائي عالم جي

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 2, (April to June 2023)

ڪوھ ٿوڪا ڳر ڪورئين، ويٺو وڃائين مَسَ
ڏور تنائين ڏِسُ، اکر جئائين جُڙيا

یعنی صرف کاغذ پر حروف لکھنے یا کاغذ کالے کرنے سے اس وقت تک کچھ نہیں ملے گا جب تک اس قلمی کاوش کا فائدہ انسانوں کو نہیں ملتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شاہ صاحب کے پاس انسان دوستی اور انسانیت کا فائدہ سب سے اول ملتا ہے۔

لطیف سرکار نے جابر اور ظالم انسانوں کو خبر دار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تم نے جو یہ ظلم اور بربریت انسانوں پر ڈالی ہوئی ہے اب تیرا زور ختم ہونے والا ہے۔

متو آهين مڇ، ٿلهو ٿيو ٿونا هٽين
تو جا پائين اڇ، تنهن پاٽي پنا ڏينهڙا (گهاتو)

شاہ لطیف کی شاعری میں انسانی حقوق کی واضح جھلک نظر آتی ہے۔ ڈم کی بیوی سوہنی نے جو کچھ کیا، وہ جاگیر داری اخلاقیات میں کاری (کالی) کر کے مارے جانے کے لائق ہے۔ بھٹائی سوہنی کی بغاوت کو قبول کرتے ہیں اور اسے اپنی سورمیوں کی فہرست میں شامل کر لیتے ہیں۔

ڏھ ڏھ پيرا ڏينهن ۾ ڏئي ڏوراپا ڏم
عقل مت شرم، ٿي نيهن نهوڙيا (سهڻي)

شاہ صاحب ایک عظیم انسان شناس ہستی ہیں ان کی عظمت کا راز اسی میں ہے کہ انہوں نے انسانی زندگی کے کسی پہلو (مادی و روحانی) کو نظر انداز نہیں کیا۔ انسانی مسائل پر حکیمانہ نظر ڈالی۔ اخوت و مساوات کو بنیاد بنا کر ان مسائل کو حل کرنے کا واضح اور مکمل پیغام دیا۔ ان کی عظمت کا نشان ان کے نظام فکر کے ساتھ ساتھ ان کا دردمند دل بھی ہے جو اپنے لوگوں کے دلوں کی دھڑکن کے ساتھ دھڑکتا ہے اور مستقل تڑپتا ہے۔ یہی تڑپ اور آرزو انسانی زندگی کے کارواں کے لیے جستجو کا کام دے رہی ہے۔

شاہ عبد اللطیف بھٹائی جاندار رویہ رکھنے والے ایک فلسفی بھی ہیں۔ ان کی سوچ کا محور کائنات اور انسان ہیں۔ ان کے پاس اپنے لوگوں کے لیے سچا جذبہ ہے اور یہ جذبہ ان کے اظہار کو پیغام یا "رسالو" بنا دیتا ہے۔ وہ انسانوں کے لیے ایک رہبر اور رہنما کا کردار ادا کرتے ہیں اور ان کی کمٹمنٹ واضح ہے۔ شاہ صاحب انسانیت کی عظمت اور سبلندی کے داعی ہیں انسان دوستی ان کا شعار رہا ہے۔ ان کے کلام مین تصورِ انسان، اخوت و اتحاد انسانی کی

اساس ہے اور عالم گیر اخوت و مساوات کا پیغام بھی۔ ان کے نزدیک انسانیت کا معیار انسان کا احترام ہے۔ ہر انسان خواہ وہ کسی نسل ورنگ کا ہو، آفاقی ہوتا ہے۔ شاہ صاب نے انسان کی مادی اور روحانی زندگی کا امتیاز اور شرف انسانیت کا معیار قائم کرنے کا درس دیا ہے اور راہیں متعین کیں۔ بلاشبہ شاہ عبداللطیف بھٹائی انسان شناسی کے رہبر و رہنما ہیں۔

آج کے اس پر فتن دور میں لطیف سرکار کا کلام تریاقِ خاص ہے۔ لطیف سرکار کے کلام سے راہنمائی حاصل کر کے دنیاوی شر انگیزیوں فتنوں اور گروہی کشمکش کو دور کیا جاسکتا ہے۔ لطیف سرکار کا کلام آج بھی اتنا ہی با اثر پر معنی اور مفید ہے جتنا کہ ان کی حیات میں تھا۔ لطیف سرکار کا انسان دوستی کا تصور لسانی اور زمانی نہیں بلکہ عالمگیر اور لافانی ہے۔ اس کی ضرورت واہمیت آج بھی اتنی ہی ضروری اور پر وقار ہے جتنی کہ ماضی میں تھی۔

حوالہ جات

۱. مودودی، سید ابو الاعلیٰ، مترجم: قرآن مجید، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، طبع دہم، ستمبر ۲۰۱۵ء

۲. ایضاً

۳. ایضاً

۴. تنویر عباسی، شاہ لطیف جی شاعری، روشنی پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء ص،۵۶

۵. ذوالفقار ہالیپوتہ، مقالہ: "شیخ ایاز ہر صدی کا شاعر"، مشمولہ سہ ماہی ادبیات خصوصی شمارہ نمبر، ۹۰، ۹۱ اسلام آباد، اکادمی ادبیاتِ پاکستان، جنوری تا جون ۲۰۱۱ء، ص۴۹

۶. نیاز ہمایونی، آہوان صحرا، حیدرآباد، شاہ عبد اللطیف بھٹائی ثقافتی مرکز کمیٹی بھٹ شاہ، ۱۹۸۸ء ص ۵۸

۷. تنویر عباسی، شاہ لطیف جی شاعری، روشنی پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء ص،۵۷

۸. گربخشانی، ہوتچند مولچند، مہتمم، شاہ جو رسالو، حیدرآباد، شاہ عبداللطیف بھٹائی ثقافتی مرکز کمیٹی بھٹ شاہ، نیا ایڈیشن، طبع سوم، ۱۹۹۲ء، ص۱۱۸

نوٹ: شاہ لطیف کے سندھی اشعار ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ کے مرتب کیے گئے رسالے جلد ۹ اور ۱۰ سے دیئے گئے ہیں۔